www.ilmkidunya.com

۱۰ نظریۂ پاکستان

یہ سبق پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

- نظم و نثر کو فہم کے ساتھ پڑھ کر مصنف/شاعر کی تکنیک، مقصد اور اسلوب پر مبنی سوالات کے جوابات دے سکیں۔
- کسی بھی نظم یا نثر کو پڑھ کر اس کے اہم نکات کا خلاصہ لکھ سکیں۔
- مختلف تحریری سرگرمیوں میں الفاظ کی درست املا کا خیال رکھتے ہوئے تحریری کام پر نظر ثانی اور ادارت (پروف ریڈنگ) کر سکیں۔
- مختلف مقاصد کے لیے مرتب کردہ دفتری اور عدالتی مواد (مختلف فارم، رجسٹری برائے کرایہ، تقرر نامے، ملازمت کی درخواست، نکاح نامہ، عرضی، عدالتی حکم نامے، ضمانتی مچلکے وغیرہ) پر مبنی متن پڑھ سکیں اور اس کے مقصدِ تحریر کی اہمیت سے واقف ہو سکیں۔
- مختلف سامعین اور مقاصد کو مدِ نظر رکھتے ہوئے کسی بھی موضوع پر اشعار اور حوالوں کے ساتھ کم از کم ۳۵۰ الفاظ پر مشتمل تقریر لکھ سکیں۔
- افسانوی اور غیر افسانوی اقتباس کو اس کے اسلوب اور بیان کے پیشِ نظر خاص مقاصد (تفہیم/تجزیہ/موازنہ) کے لیے پڑھ سکیں۔
- منتخب اقتباسات (انگریزی سے اردو) کے اصل معانی و مفہوم اور مقاصد کو برقرار رکھتے ہوئے تراجم کر سکیں۔

خاص الفاظ	رواداری	اہلِ مغرب	کُفر و الحاد	غلبہ	قید و بند
	فروغ	نِفاق	رائج	مستحکم	مفاہمت

ہدایات برائے اساتذہ کرام

- طلبہ کو نظریہ پاکستان کی اہمیت کے بارے میں بتائیں اور پاکستان کے تمام صوبوں کے درمیان ہم آہنگی پیدا کرنے کے لیے ان کی رہ نمائی کریں۔

- تحریک پاکستان میں شامل چند شخصیات کے نام بتائیں۔
- نظریہ کسے کہتے ہیں؟

مسلمانوں نے ہمیشہ رواداری کو اپنا شیوہ بنایا ہے لیکن جب کفر و الحاد اپنا غلبہ حاصل کرنا چاہتا ہے تو مسلمان اس کے مقابلے میں ڈٹ کر کھڑا ہو جاتا ہے۔ بادشاہ اکبر کی بے جا رواداری اور ملکی سیاست میں ہندوؤں کے عمل دخل کی وجہ سے ملک میں کافرانہ طور طریقے اس قدر رائج ہو گئے تھے کہ مسلمانوں کی آزادی خود اس کے دینی معاملات میں بھی ختم ہو گئی تھی۔ چنانچہ اکبر کے آخری دور میں اسلام کی سربلندی کے لیے حضرت مجدد الف ثانیؒ کھڑے ہوئے۔ آپؒ نے جہاں گیر کے زمانے میں محض دین کی خاطر قید و بند کی سختیاں جھیلیں اور اسلامی قدروں کو نئے سرے سے فروغ دیا۔ اس کے اثر سے شاہ جہاں اور اس کے بعد اس کا بیٹا اورنگ زیب، دین کا خادم بنا، لیکن اورنگ زیب کے بعد ہی اس کے بیٹوں کے باہمی نفاق اور کم زوری کی وجہ سے مغلیہ سلطنت کا زوال شروع ہو گیا۔ مرہٹوں اور ہندوؤں کے کئی گروہوں نے سر اٹھایا۔ انگریزوں نے اپنے قدم جمائے اور ملک میں انتشار پھیل گیا؛ لیکن ایسے گئے گزرے حالات میں بھی قوم کو فروغ دینے اور اسلام کو سربلند کرنے کے لیے کوششیں جاری رہیں۔ چنانچہ میسور کے سلطان حیدر علی

اور اس کے بیٹے سلطان ٹیپو نے نہ صرف ہندوؤں اور انگریزوں کا مقابلہ کیا؛ بلکہ افغانستان، ترکی اور پھر فرانس کو بھی اپنے ساتھ شامل کرنے کی کوشش کی لیکن ملک کے دوسرے سرداروں نے ساتھ نہیں دیا اور انھیں کامیابی حاصل نہ ہو سکی۔

اسی زمانے میں شاہ ولی اللہ دہلویؒ اور ان کے صاحب زادوں نے مسلمانوں کی اخلاقی اور معاشرتی برائیوں کو دُور کرنے کی تحریک شروع کی پھر ان کے پوتے شاہ اسماعیلؒ نے اپنے مرشد سید احمد بریلویؒ کے ساتھ اسلامی اصولوں کو دوبارہ رائج کرنے اور ملک کو غلامی سے آزاد کرانے کی کوشش میں ۱۸۳۱ء میں اپنی جانیں قربان کر دیں تاہم انھوں نے مسلمانوں کے دلوں میں جوش اور ولولہ پیدا کر دیا تھا۔ چنانچہ ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی میں مسلمانوں نے پھر اپنے قدم جمانے کی کوشش کی لیکن انگریزی اقتدار مستحکم ہو چکا تھا۔ اس لیے انھیں کامیابی نہ ہو سکی۔ اس زمانے میں سرسید نے مجبوراً انگریزوں سے مفاہمت کو غنیمت جانا اور مسلمان قوم کی اخلاقی اور تہذیبی اصلاح پر توجہ دی اور ان کے دلوں سے احساسِ کمتری کو دور کرنے کی کوشش بھی کی۔

۱۸۸۵ء میں ہندوؤں نے کانگریس کی بنیاد ڈالی اور ظاہر یہ کیا کہ وہ ملک کی تمام قوموں کو ان کے حقوق دلوائیں گے لیکن بعد میں پتا چلا کہ وہ صرف اپنے حقوق کا تحفظ چاہتے ہیں۔ انھوں نے مسلمانوں کو ان کے کاروبار سے بھی محروم کرنے کی کوشش کی اور وہ سرکاری ملازمتوں پر بھی قابض ہو گئے۔ نیز انھوں نے مسلمانوں کی مشترکہ زبان اُردو کے مقابلے میں ہندی کو قائم کر دیا۔ سرسید نے مسلمانوں کو ہندوؤں کی اس کانگریس اور ان کی سیاست سے علیحدہ کرنے کی کوشش کی اور ان کے ایک دوست مولانا محمد قاسمؒ نے دیوبند میں مسلمانوں کی دینی تعلیم کی طرف توجہ دی۔ پھر سرسید کے ایک رفیق نواب وقار الملک نے ۱۹۰۶ء میں کل ہند مسلم لیگ کے نام سے مسلمانوں کی ایک الگ تنظیم کی بنیاد ڈالی۔ یہ تنظیم ڈھاکے میں قائم ہوئی تھی جہاں ہندوؤں نے سازش کر کے مسلمانوں کو زک پہنچانے کے لیے مشرقی بنگال اور آسام کا وہ صوبہ جس میں مسلمانوں کی اکثریت تھی ختم کرا دیا اور ۱۹۱۱ء میں اسی علاقے کو پھر بنگال میں شامل کرا دیا۔

اسی زمانے میں پہلی جنگِ عظیم چھڑ گئی، جس میں انگریز کا مقابلہ جرمنی سے ہوا اور ترکی نے جرمنی کا ساتھ دیا۔ ہندوستان کے مسلمان چونکہ ترکی کے سلطان کو حجاز کی خدمت کرنے کی وجہ سے خلیفۂ اسلام سمجھتے تھے، اس لیے انھوں نے مالی اور طبی امداد بھی بہم پہنچائی جس کی وجہ سے حکومت برطانیہ کو مسلمانوں سے عناد پیدا ہو گیا لیکن انھوں نے یہاں کے مسلمانوں سے یہ وعدہ کیا کہ ہمیں اس جنگ میں کامیابی حاصل ہوئی تو ہم کسی طرح بھی ترکی کو مزید نقصان نہیں پہنچائیں گے۔ یہ وعدہ محض فریب تھا۔ چنانچہ جب انگریزوں کو فتح حاصل ہوئی تو وہ اپنے وعدے سے پھر گئے اور انھوں نے ترکی کی وسیع سلطنت کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے۔ یہاں کے مسلمانوں کو فریب کی وجہ سے بہت تکلیف پہنچی اور انھوں نے خلافت کے تحفظ کے لیے مولانا محمد علی جوہرؒ اور ان کے بڑے بھائی مولانا شوکت علیؒ کی رہ نمائی میں تحریکِ خلافت شروع کی۔ لیکن اسی زمانے میں ہندوؤں نے مسلمانوں کو ہندو بنانے کے لیے شُدھی کی تحریک شروع کی اور ان کو ختم کرنے کے لیے سنگھٹن کی تحریک بھی شروع کی پھر ۱۹۲۸ء میں کانگریس نے جو نہرو رپورٹ شائع کی۔ اس میں مسلمانوں کے لیے علیحدہ نمائندگی کا اصول جو وہ بارہ سال پہلے تسلیم کر چکی تھی، بالکل نظر انداز کر دیا۔ پھر تو مسلمانوں میں بڑا جوش پیدا ہوا اور انھیں یقین ہو گیا کہ چونکہ ان کا دین، ان کی تہذیب اور ان کی معاشرت سب کچھ غیر مسلموں سے مختلف ہے، اس لیے کسی حالت میں ہندوؤں سے تعاون نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ ۱۹۳۰ء میں مسلم لیگ کے الٰہ آباد والے اجلاس میں علامہ اقبالؒ نے مسلمانوں کے لیے ایک علیحدہ وطن (پاکستان) بنانے کی تجویز پیش کی۔ چار سال کے بعد جب قائدِ اعظم محمد علی جناحؒ نے مسلم لیگ کی صدارت کا عہدہ مستقل طور پر قبول کیا تو انھوں نے اس تجویز کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش شروع کر دی۔ آخر کار ۲۳/مارچ ۱۹۴۰ء کو انھوں نے لاہور کے اجلاس میں واضح طور پر اعلان کر دیا کہ جن علاقوں میں مسلمانوں کی

www.ilmkidunya.com

اکثریت ہے وہاں ایک آزاد مسلم ریاست قائم کی جائے۔ اس اعلان کو "قراردادِ پاکستان" کہتے ہیں؛ جس کی رو سے مسلمانوں کی آزاد اور خود مختار حکومت قائم کرنے کا فیصلہ ہوا۔

یہاں یہ سمجھ لینا ضروری ہے کہ دنیا میں قومیت کی تشکیل کی دو بنیادیں ہیں۔ ایک وہ جو مغربی مفکرین نے قائم کی ہے، دوسری وہ جو رسولِ مقبول ﷺ کی قائم کی ہوئی ہے۔ اہلِ مغرب نے خاندانی، نسلی اور قبائلی بنیادوں میں ذرا وسعت پیدا کر کے قومیت کی بنیاد جغرافیائی حدود پر استوار کیں اور کہا کہ قوم وطن سے بنتی ہے۔ اس نظریے کی وجہ سے دنیا کے انسانوں کے درمیان تباہی کا جو دروازہ کھلا وہ دو عالمی جنگوں کے ہونے سے بخوبی ظاہر ہے۔ یہ وطنی قومیت ہی کی بنیاد پر لڑی گئی تھیں اور یہ وطنی قومیت جنوبی ایشیا کے مسلمانوں کو تحفظ دینے میں تو بالکل ہی ناکام تھی کیوں کہ جنوبی ایشیا کے مسلمان اس نظریے کے تحت ایک مجبور اقلیت بن جاتے۔

قومیت کی دوسری بنیاد وہ ہے جو رسولِ مقبول ﷺ نے ملت اسلامیہ کی تشکیل کرتے وقت قائم فرمائی اور جو مغرب کی تصور قومیت سے جدا ہے، جیسا کہ علامہ اقبالؒ نے بھی فرمایا ہے:

اپنی ملت پر قیاس اقوامِ مغرب سے نہ کر
خاص ہے ترکیب میں قومِ رسول ﷺ ہاشمی
اُن کی جمعیت کا ہے ملک و نسب پر انحصار
قوتِ مذہب سے مستحکم ہے جمعیت تری

مسلمانوں کی قومیت ایک نظریاتی قومیت ہے جو لاالہ الااللہ پر قائم ہے، یعنی یہ کہ نسل، رنگ اور وطن کی بنیاد پر نہیں بلکہ ایک نظریے، ایک عقیدے، ایک کلمے کی بنیاد پر وجود میں آئی۔ اس نظریاتی پہلو کو نمایاں کرنے کے لیے اسے ملت کہا گیا ہے۔ ایسی نظریاتی قومیت میں ہر نسل، ہر رنگ اور ہر جغرافیائی خطے کے لوگوں کے لیے جگہ ہوتی ہے اور حقیقت یہ ہے کہ جنوبی ایشیا کے مسلمانوں کو جن میں ہر نسل، ہر رنگ اور مختلف جغرافیائی خطوں کے لوگ شامل تھے، ایک ایسی قوم کے ماتحت اقلیت بن کر رہنا منظور نہ تھا جو اسلامی قومیت کے برعکس ذات پات، چھوت چھات اور بت پرستی کے بندھنوں میں جکڑی ہوئی تھی۔ چنانچہ انھوں نے اپنی جداگانہ قومیت یعنی اسلامی قومیت کی بنیاد پر اپنے لیے ایک جدا وطن کا مطالبہ کیا جس میں وہ اپنے عقیدے، اپنے نظریۂ زندگی، اپنے طرزِ معاشرت کے مطابق زندگی بسر کر سکیں اور ایک مسلمان کی حیثیت سے دورِ جدید کے چیلنج کا مقابلہ کر کے اپنے مستقبل کو سنوار سکیں۔

ہمیں اس بات کو بھی اچھی طرح ذہن نشین کر لینا چاہیے کہ نظریۂ پاکستان میں اسلامی زندگی اور قدروں کا تصور بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ اخوت، مساوات، عدل، دیانت، انسانی ہمدردی اور عظمت کردار کے بغیر نظریۂ پاکستان کو فروغ نہیں ہو سکتا۔ نظریۂ پاکستان کا مقصد محض ایک حکومت قائم کرنا نہیں تھا کیوں کہ مسلمانوں کی حکومتیں ایشیا اور افریقا میں پہلے سے موجود تھیں۔ نظریۂ پاکستان کا مقصد اسلامی اصولوں کی ترویج و اشاعت اور اہلِ عالم کے لیے مثالی مملکت کا نمونہ فراہم کرنا ہے۔

پاکستان قائم کرنے کا فیصلہ ہندوؤں کو بہت ناگوار گزرا۔ انھوں نے پوری کوشش کی کہ یہ مملکت قائم نہ ہونے پائے۔ ان کے پاس دولت اور طاقت تھی۔ جنوبی ایشیا میں ان کی اکثریت تھی لیکن چونکہ قیامِ پاکستان کا مطالبہ حق اور انصاف پر مبنی تھا اس لیے حکومتِ برطانیہ کو مجبور ہونا پڑا اور قائداعظم محمد علی جناحؒ کی پُرخلوص قیادت، مسلمانوں کے یقین، اتحاد اور عمل پیہم کی وجہ سے ۱۴/اگست ۱۹۴۷ء کو پاکستان معرضِ وجود میں آگیا۔

پاکستان نے اپنے قیام سے اب تک بڑی ترقی کی ہے اور اس کا شمار دنیا کے اہم ملکوں میں ہوتا ہے۔ اگر ہم یہ چاہتے ہیں کہ پاکستان اور زیادہ ترقی کرے اور ہمیشہ ترقی کرے تو ہمیں نظریۂ پاکستان کو ہر وقت پیش نظر رکھنا پڑے گا۔ اس کی بدولت ہم پاکستان کو زیادہ مستحکم اور شان دار بنا سکتے ہیں۔

نظریۂ پاکستان کا مقصد پاکستان کو ایک اسلامی اور فلاحی مملکت بنانا ہے۔ ہمیں ایسا کوئی قدم نہیں اٹھانا چاہیے جس کی وجہ سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے سامنے شرمندہ ہونا پڑے۔ ہمارا جینا اور مرنا پاکستان کے لیے ہونا چاہیے۔ قومی مفاد کے سامنے ذاتی مفاد کو دل سے نکال دینا چاہیے۔ ہر قسم کی گروہ بندی سے بالاتر ہو کر تمام پاکستانیوں کی فلاح و بہبود کی کوشش کرنا نظریۂ پاکستان کو فروغ دینا ہے۔ اگر ہم نے نظریۂ پاکستان کو پیش نظر رکھا اور اپنی سیرت اور کردار کو اس کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کی تو دنیا کی دوسری قوموں میں بھی ہمیں امتیاز حاصل ہوگا اور ہم اسلامی اصولوں کی روشنی میں پاکستان کو توانا، مستحکم، شان دار اور پُرعظمت بنانے میں پوری طرح کامیاب ہوں گے۔ ان شاء اللہ

(گلشنِ وحدت)

ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان (۱۹۱۲ء۔۲۰۰۴ء)

ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان، جبل پور (بھارت) میں پیدا ہوئے۔ اُن کے والد کا نام گلاب خان تھا۔ ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کی۔ ۱۹۱۷ء میں پہلے چھیپا اسکول محلہ کٹنی اور پھر دلہائی محلہ جبل پور کے اسکول میں تعلیم پائی۔ ایم۔ اے۔ او کالج علی گڑھ سے میٹرک اور انٹرمیڈیٹ کے امتحانات پاس کیے۔ انھوں نے فارسی اور اُردو میں ایم۔ اے کیا۔ ۱۹۳۶ء میں ایل ایل بی اور ۱۹۴۷ء میں "سیّد حسن غزنوی" کے موضوع پر مقالہ لکھ کر پی ایچ۔ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ ۱۹۳۷ء میں کنگ ایڈورڈ کالج امراؤتی میں اُردو کے استاد مقرر ہوئے جہاں تقریباً گیارہ برس تک درس و تدریس کے فرائض انجام دیتے رہے۔ پاکستان بننے کے بعد ہجرت کر کے اِدھر آ گئے۔ ۱۹۵۰ء میں اُردو کالج کراچی میں صدرِ شعبہ اُردو مقرر ہوئے اور چھے برس تک اس عہدے پر فائز رہے۔ ۱۹۵۹ء میں انھیں ناگ پور یونی ورسٹی، بھارت نے ڈی لٹ کی ڈگری دی۔ اس کے بعد سندھ یونی ورسٹی، حیدر آباد میں رہے۔

ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان نے اپنے علمی اور تحقیقی کام کی بدولت ادب میں نمایاں مقام حاصل کیا۔ انھوں نے بڑی تعداد میں تصنیفات، تالیفات اور تراجم یادگار چھوڑے ہیں۔ ان کی اہم کتابوں میں "تاریخ بہرام شاہ غزنوی" (بہ زبان انگریزی)، "چند فارسی شعرا"، "فارسی پر اُردو کا اثر"، "مکتوباتِ شاہ احمد سعید دہلوی"، "حالی کا ذہنی ارتقا"، "علمی نقوش" (تحقیقی مقالات کا مجموعہ)، "سندھی۔ اُردو لغت"، "اِنتخاب مکتوباتِ حضرت مجدّد الف ثانی" اور "اقبال اور قرآن" شامل ہیں۔ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان کا اندازِ بیان علمی اور محققانہ ہے۔ انھوں نے ادب کے سنجیدہ موضوعات پر قلم اٹھایا اور مدلّل انداز میں علمی نکات کی وضاحت کی۔

۱۔ درج ذیل الفاظ میں سے درست جواب کا انتخاب کریں:

(i) سبق "نظریۂ پاکستان" کے مصنف کا نام ہے؟

الف: ڈاکٹر عبادت بریلوی　ب: ڈاکٹر غلام فرید حسینی　ج: ڈاکٹر غلام مصطفیٰ　د: ڈاکٹر حمید الفت ملتانی

(ii) مسلمانوں نے ہمیشہ اپنا شیوہ بنایا؟

الف: تعلق داری کو　ب: رشتے داری کو　ج: رواداری کو　د: قرابت داری کو

(iii) ہندوؤں نے کانگریس کی بنیاد ڈالی:

الف: ۱۸۵۵ء میں　　ب: ۱۸۵۶ء میں　　ج: ۱۸۵۷ء میں　　د: ۱۸۵۸ء میں

(iv) مولانا محمد علی جوہرؒ اور ان کے بڑے بھائی مولانا شوکت علیؒ کی رہنمائی میں شروع ہوئی:

الف: تحریکِ خلافت　　ب: تحریکِ آزادی　　ج: تحریکِ ریشمی رومال　　د: تحریکِ نجات

(v) پاکستان قائم کرنے کا فیصلہ بہت ناگوار گزرا:

الف: ہندوؤں کو　　ب: سکھوں کو　　ج: انگریزوں کو　　د: افریقیوں کو

۲۔ درج ذیل سوالات کے مختصر جواب تحریر کریں:

ا۔ نظریہ پاکستان سے کیا مراد ہے؟

ب۔ مسلمانوں کو اپنی آزادی ختم ہوتی کیوں نظر آئی؟

ج۔ مصنف کی رائے میں ٹیپو سلطان کی ناکامی کی وجہ کیا تھی؟

د۔ سبق کے مطابق آپ پاکستان بننے میں علامہ اقبال کا کیا کردار دیکھتے ہیں؟

ہ۔ اہلِ مغرب اور مسلمانوں کی قومیت کی بنیاد کا بنیادی فرق کیا ہے؟

۳۔ درج ذیل غیر افسانوی اقتباس کو پڑھ کر اس کے اسلوب اور بیان کے پیشِ نظر اس کی تفہیم کریں:

"مسلمانوں کی قومیت ایک نظریاتی قومیت ہے جو لاالٰہ الااللہ پر قائم ہے، یعنی یہ کہ نسل، رنگ اور وطن کی بنیاد پر نہیں بلکہ ایک نظریے، ایک عقیدے، ایک کلمے کی بنیاد پر وجود میں آئی۔ اس نظریاتی پہلو کو نمایاں کرنے کے لیے اسے ملت کہا گیا ہے۔ ایسی نظریاتی قومیت میں ہر نسل، ہر رنگ اور ہر جغرافیائی خطے کے لوگوں کے لیے جگہ ہوتی ہے اور حقیقت یہ ہے کہ جنوبی ایشیا کے مسلمانوں کو جن میں ہر نسل، ہر رنگ اور مختلف جغرافیائی خطوں کے لوگ شامل تھے، ایک ایسی قوم کے ماتحت اقلیت بن کر رہنا منظور نہ تھا جو اسلامی قومیت کے برعکس ذات پات، چھوت چھات اور بت پرستی کے بندھنوں میں جکڑی ہوئی تھی۔ چنانچہ انھوں نے اپنی جداگانہ قومیت یعنی اسلامی قومیت کی بنیاد پر اپنے لیے ایک بہ ا وطن کا مطالبہ کیا جس میں وہ اپنے عقیدے، اپنے نظریۂ زندگی، اپنے طرزِ معاشرت کے مطابق زندگی بسر کر سکیں اور ایک مسلمان کی حیثیت سے دورِ جدید کے چیلنج کا مقابلہ کر کے اپنے مستقبل کو سنوار سکیں۔"

www.ilmkidunya.com

www.ilmkidunya.com

۴۔ مختلف مقاصد کے لیے مرتب دفتری اور عدالتی مواد (مختلف فارم، رجسٹری کرایہ، تقرر نامے، ملازمت کی درخواست، نکاح نامہ، عرضی، عدالتی حکم نامہ) کے مقاصد سے واقفیت نہایت ضروری ہے۔ اس کی مشق کے لیے مثال دی جا رہی ہے۔ اس مثال کو مدِ نظر رکھتے ہوئے رجسٹری کرایہ مرتب کریں۔

تقرر نامہ

۵۔ سبق "نظریۂ پاکستان" کے اہم نکات کا خلاصہ تحریر کریں۔

۶۔ درج ذیل عبارت کو درست املا کا خیال رکھتے ہوئے نظر ثانی (پروف ریڈنگ) کریں اور غلط الفاظ کی املا درست کریں۔

"ہمیں اس بات تو بھی اچھی طرہ ذہن نشین کر لینا چاہیے کہ نظریۂ پاکستان میں اسلامی زندگی اور کدروں کا تصور بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ اخوت، مساوات، ادل، دیانت، انسانی ہمدردی اور عظمت قردار کے بغیر نظریۂ پاکستان کو فروغ نہیں ہو سکتا۔ نظریۂ پاکستان کا مکصد محظ ایک حکومت قائم کرنا نہیں تھا کیوں کہ مسلمانوں کی حکومتیں ایشیا اور افریکہ میں پہلے سے موجود تھیں۔ نظریۂ پاکستان کا مقصد اسلامی اصولوں کی طرویج و اشاعت اور اھل عالم کے لیے مسالی مملکط کا نمونہ فراحم کرنا ہے۔"

۷۔ طلبہ، سامعین اور مقاصد کو مدِ نظر رکھتے ہوئے "ہر فرد ہے ملت کے مقدر کا ستارہ" کے عنوان سے اشعار اور حوالوں کے ساتھ کم از کم ۳۵۰ الفاظ پر مشتمل تقریر لکھیں اور صبح کی اسمبلی میں سنائیں۔

۸۔ درج ذیل اقتباس کے اصل معانی و مفہوم اور مقاصد کو برقرار رکھتے ہوئے اُردو میں ترجمہ کریں:

Today,Muslim women all around the world are starting their own businesses. As female enterpreneurship grows, it's important to appreciate the achievements of our own community in business ownership, financial independence and beyond. We see women enterpreneurs develop a sustainable income from another source where they can help their family and their community. We should encourage our females in their efforts to start their own business even if their business starts small or experiences failures bcause they are still lifting themselves and family financially.

طلبہ انٹرنیٹ کے ذریعے تشکیل پاکستان میں حصہ لینے والی شخصیات (مرد و خواتین) کے تعارف پر مبنی نوٹس تیار کریں اور جماعت کے کمرے میں تبادلۂ خیال کریں۔